© rasailojaraid.com

پروفیسر قمر عباس

مولانا محمد علی جوہر اور حادثۂ مسجد کانپور

بیسویں صدی کے ہندوستان میں مسلمانوں میں نوجوان قیادت ابھری۔ ان نوجوانوں میں محمد علی جوہر کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ ان کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد کا مشہور جملہ ہے۔ "مسلمانوں کی نئی سیاسی زندگی کی تشکیل کے لیے آپ کی غیبت میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ آپ سے زیادہ کوئی شخص موزوں نہیں"

محمد علی جوہر نڈر، بیباک اور جرأت مند انسان تھے۔ انھیں ہندوستان کی آزادی بہت عزیز تھی، اس لیے انگریز کو اپنی قوم اور ملک کا بدترین دشمن تصور کرتے تھے۔ انھوں نے زندگی کے آخری دم تک صحافت اور سیاست کے ذریعے ملک و قوم کی خدمت کی۔ ان کے سیاست میں آنے کے ساتھ مسلمانوں کے سیاسی احیا کا دور شروع ہوا، انھیں سیاسی، اجتماعی زندگی کا شعور دیا، عوام کی سیاسی تربیت کی، انھیں اپنے حقوق کے لیے عملی جدوجہد کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس دور میں مختلف واقعات نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ ان میں تقسیم بنگال کی تنسیخ، بلقان میں انگریزوں کی ترکی کے خلاف سازشیں، اٹلی کا طرابلس پر حملہ اور پھر ۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کا واقعہ تھا جو انگریزی دور کی بدترین مثال ہے۔ مسلمانوں کی نئی قیادت کے نمائندہ مولانا ابوالکلام آزاد نے انگریزوں کی مسلم دشمنی کا حل اس طرح پیش کیا۔ "آنکھیں کھولو اور اپنے تئیں ان مفسدوں کے دامِ ضلالت سے بچاؤ۔ عاجزی کے آنسوؤں، اور فریادوں سے کبھی کسی فوج نے میدان سر نہیں کیا ہے۔ اصلی چیز اجتماعی قوت ہے اور ہزاروں دلوں اور زبانوں کا کسی کام کے لیے ایک ہو کر ظاہر ہونا ہی کلید فتح و مراد ہے۔"[1] اسی قسم کے خیالات کا اظہار مولانا محمد علی جوہر نے بھی اپنے اخبارات میں کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان جدوجہد کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کرنے کی سوچنے لگے۔ اس کی بہترین مثال مسجد کانپور کا واقعہ تھا۔

یو۔پی کی صوبائی حکومت نے شہر کانپور کی سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے یکم جولائی ۱۹۱۳ء کی صبح کو مچھلی

---

[1] الہلال اخبار۔ ۹ جولائی ۱۹۱۳ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بازار کی مسجد کا ایک حصّہ گرا دیا۔ ۳ رجولائی کی صبح کو میدانِ عیدگاہ (کانپور) میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا۔ جلسے کے بعد تقریباً پانچ سو مسلمانوں کا ایک گروہ سیاہ جھنڈے کے پیچھے مسجد کی طرف گیا اور مسجد کے منہدم حصے پر پہنچ کر گری ہوئی اینٹیں اُٹھا کر دیوار از سرِ نو تعمیر کرنا شروع کر دی ہے[۲] اسی دوران ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسلح پولیس کے ساتھ پہنچ گیا۔ مجمع کو منتشر کرنے کے لیے گولی چلانے کا حکم دیا۔ فائرنگ تقریباً پندرہ منٹ جاری رہی۔ سرکاری اطلاع کے مطابق ۱۶ آدمی شہید اور ۳۰ زخمی ہوئے۔ پونے دو سو افراد کو گرفتار کیا گیا[۳] جب اس حادثے کی اطلاع دوسرے شہروں میں پہنچی تو اس کے خلاف احتجاج ہونے لگا مسلمانوں کے احتجاج نے جب زور پکڑا تو وائسرائے لارڈ ہارڈنگ مسجد کانپور کا تصفیہ کرانے کے لیے کانپور آیا۔ تمام قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ منہدم شدہ حصّے کا حل یہ نکالا گیا کہ آٹھ فٹ بلند چھت بنا دیا جائے۔ اس پر دالان اسی طرح اور اسی مقام پر تعمیر کر دیا جائے جیسا کہ پہلے موجود تھا۔

مسجد کے مطلوبہ حصّے کو گرائے جانے سے قبل محمد علی جوہر نے گورنر جیمس مسٹن سے نجی خط و کتابت کی ہے[۴] محمد علی جوہر کے گورنر سے ذاتی تعلقات تھے[۵] وہ چاہتے تھے کہ گورنر اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے یوپی کی حکومت کو ایسا اقدام کرنے سے روکے۔ مگر وہ ناکام رہے۔ محمد علی جوہر اور گورنر کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی وہ 'کامریڈ' اخبار، 'ہمدرد' اخبار، اور پیسہ اخبار میں چھپی تھی۔ اس اہم مسئلے کو طے کرنے کے لیے مسلم اخبارات نے انتہائی موثر کردار ادا کیا۔ اخبارات کے ذریعے حکومت کو بار بار یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس کے نتائج حکومت کے لیے اچھے نہ ہوں گے۔ محمد علی جوہر نے ۱۵ مئی ۱۹۱۳ء کو مندرجہ ذیل تار بھیجی۔

"کانپور کے بہت سے مسلمان باشندوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ میں ان کی اس عرض داشت

---

[۲] پیسہ اخبار۔ ۶ راگست ۱۹۱۳ء

[۳] الہلال۔ ۱۳ راگست ۱۹۱۳ء

[۴] بیس بڑے مسلمان۔ ترتیب عبدالرشید ارشد۔ ص ۷۹۰۔ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ۔ لاہور۔

[۵] Francis Robinson - separation among Indian Muslims P. 213 - Cambrige University Press - 1974

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی تائید کروں کہ مسجد مچھلی بازار کی مسجد کے ایک حصے کو جو میونسپل کمیٹی کے چیرمین کو سڑک درست کرنے کے لیے درکار ہے، منہدم نہ کیا جائے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ یور آنر کی خدمت میں ایک میموریل بھی بھیجا گیا ہے۔ اگر جواب موافق ہو تو مجھے اس معاملے میں تحریک کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کیا یور آنر مجھے فیصلے سے مطلع کر سکتے ہیں؟

کانپور کے مسلمانوں میں بہت شور پھیلا ہوا ہے۔ میں اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ ان کے جوش کو ہلکا کرنے کا خواہش مند ہوں"۔ ۵۶

محمد علی ــــــ کامریڈ

گورنر نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"مجھے کانپور کے متعلق آپ کا تار ملا۔ میموریل میں جو اعتراضات کیے ہیں، ان پر احکام جاری ہو گئے ہیں۔ میں نے اس معاملے پر خاص طور سے ذاتی توجہ کی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ یہ شکایت زیادہ تر ذہنی و خیالی ہے۔ یہ امر کہ مسجد کا حصہ انہدام طلب غسل خانہ ہے، اور در اصل متبرک عمارت کا کوئی جزو نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان جوتا پہن کر اس احاطے میں داخل ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ بہر حال ہر طرح سے کوشش کی جائے گی کہ غسل خانہ ایک مناسب موقع زمین پر بنوا دیا جائے۔ لیکن سڑک کی لائن نہیں بدلی جا سکتی۔ مسجد کا ادب ہر طرح سے ملحوظ رکھا جائے گا"۔ ۵۷

میسٹن لیفٹیننٹ گورنر ۔ نینی تال

گورنر کی تار کا جواب محمد علی جوہر نے اس طرح دیا۔

"میں جناب کی تار کا مشکور ہوں۔ شرع اسلام کی رو سے زمین کا کوئی حصہ جو مسجد کی غرض کے لیے وقف کر دیا گیا ہو، کسی اور مقصد کے لیے منتقل نہیں ہو سکتا۔ جس مقام پر وضو کیا جاتا ہے وہ حصہ ہمیشہ مسجد کا جزو سمجھا جاتا ہے۔

کانپور کے مسلمانوں کا جواب ہے کہ جس حصے کو منہدم کرنے کی غرض سے مانگا جاتا ہے اس مقام

---

۵۶ کامریڈ اخبار ۔ ۶ رجولائی ۱۹۱۳ء

۵۷ ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر جوتی نہیں پہنی جاتی۔ بلکہ جب کبھی نمازیوں کا زیادہ مجمع ہوجاتا ہے، اس وقت وہاں نماز ادا کی جاتی ہے۔ میں یور آنر کی اس خواہش کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہوں کہ یور آنر مسجد کا احترام کرنا چاہتے ہیں، اور ساتھ ہی وضو وغیرہ کے لیے منہدم شدہ حصے کے عوض کوئی مناسب جگہ دینی چاہتے ہیں۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ یور آنر کو متنازعہ جگہ کے متعلق کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے۔ میرا منشا ہرگز یہ نہیں ہے کہ محض خیالی شکایات کی بنا پر گورنمنٹ کو پریشان کروں اور خصوصاً اس نازک موقع پر، مگر یور آنر سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سڑک کی لائن ایسا معاملہ نہیں ہے جس کی وجہ سے ایسی شکایات سر برآوردہ اور معقول اشخاص کو پیدا ہوگئی ہیں یا باقی رہتے دی جائے جس سے ناانصافی کا خیال قائم ہوسکے۔ میں نہایت احترام کے ساتھ یور آنر کو مشورہ دیتا ہوں کہ کسی قسم کی کوئی کارروائی کرنے سے پیشتر آپ اس معاملے کے متعلق مسلمان علما اور قانون دان اصحاب سے مشورہ فرمالیں۔" ۵۸

محمد علی ——— کامریڈ

۱۶ر مئی ۱۹۱۳ء

۲۳ر مئی کو جیمس مسٹن نے محمد علی جوہر کے تار کا جواب بھیجا:

"کانپور کے معاملے کے متعلق آپ نے جو آخری تار مجھے بھیجا تھا اسے میں نے کچھ دن غور کرنے کے لیے بلا ادائے جواب رہنے دیا۔ میں حکام مقامی کو پہلے ہی احکام بھیج چکا تھا۔ مگر میں نے چاہا کہ آپ کی نہایت معتدل و معقول درخواست پر دوبارہ غور مزید کو نظر انداز نہ کروں۔ میں نہایت صفائی کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ میری رائے میں یہ جوش کسی حقیقی مذہبی شکایت پر مبنی نہیں ہے۔ اگر اس معاملے میں مجھے شبہ کا شائبہ بھی ہوتا تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ ایسے امر سے احتراز کرتا جو حقیقی جذبات کو صدمہ پہنچانے والے ہوتے۔ مگر جو شہادت میرے پاس ہے اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غسل خانے کے متعلق شوروشغب بعد از وقت ہے، اور یہ کہ جو حصہ منہدم کیا جانے والا ہے اس میں مسلمان جوتا پہنے جاتے ہیں۔ امر آخر الذکر کے متعلق کسی شبہے کی گنجائش کا امکان بھی نہیں معلوم ہوتا۔ میں صحیح امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی عقل سلیم انھیں اس معاملے کو طول دینے سے باز رکھے گی۔ ہم سے

---

۵۸ علی برادران۔ مرتبہ سید رئیس احمد جعفری۔ ص ۳۴۱۔ ۳۴۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس قدر ہو سکے گا معاملات میں آسانی و سہولت پیدا کریں گے۔ مگر آپ اچھی طرح اندازہ کرلیں گے کہ امور عامہ سوائے صحیح اور کافی وجوہ کے روکے نہیں جا سکتے۔

میں آپ کی حالت کا صحیح اندازہ کر سکتا ہوں اور اس لیے میں نے اپنی صحیح حالت اپنی عادت کے موافق نہایت صفائی سے آپ کے روبرو بیان کر دی ہے" ۵۹

محمد علی جوہر نے ۳ر جون ۱۹۱۳ء کو گورنر کو ایک طویل خط لکھا کہ " ایک بار پھر یور آنر سے التجا کرتا ہوں کہ علما اور قانون داں اصحاب سے مشورہ فرمائیں۔ مجھے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ سوال زیرِ غور ہے کہ جس حصۂ عمارت کو میونسپلٹی کے چیرمین منہدم کرنا چاہتے ہیں اس میں آج کل نماز پڑھی جاتی ہے یا نہیں۔ لیکن جس امر پر سب سے زیادہ توجہ ہونی چاہیے تھی وہ یہ ہے کہ ایسی عمارت جو فی سبیل اللہ وقف کر دی ہو اس کا کوئی حصہ بیع یا کسی اور مقصد کے لیے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ میں نہ تو اسلامی فقہ سے واقف ہوں اور نہ کچھ ایسا ماہر قانون۔ لیکن مجھے وثوق ہے کہ اس قسم کی املاک کو کسی اور غرض کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اگر میرا وثوق بجا ہے تو اس عمارت کے کسی حصّے کو بھی منہدم کرنے سے ہم سب کے محسوسات کو صدمہ پہنچے گا۔" اسی خط کے آخر میں لکھا کہ " مسٹر ٹائیلر مسجد کے زیر بحث حصّے میں بلا اجازت جوتی سمیت گئے اور وہاں سے واپس ہو کر کہا کہ اگر یہ مسجد کا حصّہ ہوتا تو مجھے ضرور روک دیا جاتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو مسلمانانِ کانپور اسی قابل تھے اور ان کا علاج یہی تھا کیونکہ مہذب دُنیا میں کہیں بھی کوئی مجسٹریٹ شہادت پیدا کرنے کے لیے رنجدہ طریقہ اختیار نہیں کرتا۔" ۶۰

اس خط کا جواب جو گورنر نے دیا ذیل میں اس کے چند اقتباس نقل کیے جاتے ہیں۔

" میں نے بہت احتیاط کے ساتھ مختلف حیثیت کے بہت سے اصحاب سے مشورہ کرنے کے بعد اس فیصلے پر مکرر غور کر لیا ہے۔ جو مسجد کے مسمار کر دیے جانے کے بارے میں شائع ہو چکا ہے میں خود اس بارے میں اپنا ذاتی اطمینان کرنے کی فکر میں تھا کہ جو احکام جاری ہو چکے ہیں کہیں ناانصافی پر مبنی نہ ہوں۔ مزید غور و خوض کے بعد میں نہیں دیکھتا کہ از روئے انصاف ان احکام کی بابت یہ رائے

---

۵۹ پیسہ اخبار۔ ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء

۶۰ علی برادران۔ صفحہ ۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قائم کی جا سکتی ہے۔"

" مسلمانانِ کانپور کی یہ چیخ پکار کہ ہمارے مذہبی محسوسات کو صدمہ پہنچا ہے، مجھے مبالغہ آمیز معلوم ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ اس میں پورا خلوص اور صدق نہیں ہے۔ میرا یقین تھا کہ دالان کے عوض کسی اور جگہ جو پہلی جگہ کی طرح موزوں ہو ایک نیا دالان تعمیر کر دیے جانے اور مسجد یا اس کے اردگرد کی عمارتوں کو معقول امداد سے ہم کسی تکلیف یا ایسی تبدیلی کا ازالہ کر دیں گے جو عارضی طور پر نمازیوں کو پیش آئے یا ان کے روزمرّہ کے معمول میں واقع ہوتی ہو۔ اس طریقے سے ہم پورا عوض دینے کو تیار ہیں"[۱۱]

مندرجہ بالا خط و کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت مسجد کو منہدم کرنے کا فیصلہ بہت پہلے کر چکی تھی۔ دوسرے وہ اس کو اپنے وقار کا سوال بنا چکی تھی۔ اس وجہ سے وہ اپنے موقف میں تبدیلی کرنے پر رضامند نہیں تھی۔

مسلمان جب مقامی حکام سے اپنا مطالبہ منوانے میں ناکام رہے تو انھوں نے ایک وفد انگلستان بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہاں رائے عامہ کو ہموار کر کے ہندوستانی حکومت کو اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کو کہا جائے۔ اس وفد میں محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن سیکرٹری مسلم لیگ شامل تھے۔ دونوں نے پاسپورٹ غیر معروف ناموں سے حاصل کیے۔ یعنی ایم۔ علی اور ڈبلیو حسن کے نام سے۔ بھیس بدل کر دہلی سے نکلے[۱۲] اپنے جانے کو خفیہ اس لیے رکھا کہ کہیں گورنر کوئی رکاوٹ نہ ڈال دیں۔ پتا اس وقت چلا جب آپ جہاز پر سوار ہو گئے[۱۳] جب وائسرائے لارڈ ہارڈنگ کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو انھوں نے ٹیلیگرام کے ذریعے لارڈ کریو (Lord Crewe) سیکرٹری آف سٹیٹ کو اطلاع دی کہ " محمد علی آف کامریڈ اور وزیر حسن سیکرٹری مسلم لیگ آف لکھنؤ خود ساختہ مشن لے کر اچانک لندن روانہ ہو گئے۔ تاکہ انگلستان میں مسلمانوں کے نمائندہ بن کر ان کے نقطۂ نظر کو بیان کریں۔ وزیر حسن اہم

۱۱؎ پیسہ اخبار۔ ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء

۱۲؎ The Life and Times of Mohamed Ali - Dr. Afzal - Iqbal. Page. 96. Institute of Islamic culture - Lahore.

۱۳؎ بیس بڑے مسلمان۔ ص ۷۹۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہم شخص نہیں ہے جب کہ محمد علی شر انگیز اور فسادی شخص ہے، جو کہ موجودہ صورت حال کو سنگین بنانے اور غلط انداز سے اپنے اخبار میں چھاپنے کا ذمہ دار ہے۔ اس سلسلے میں اس سے اخبار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔"[۱۴]

انگلستان پہنچ کر محمد علی جوہر نے ممبران پارلیمنٹ، وزرا اور عوام کو کانپور کے واقعے اور مسلمانوں کی سیاست سے آگاہ کیا۔ کئی اجلاس سے خطاب کیا۔ آپ نے وہاں لارڈ کریو کی خارجہ پالیسی کی شدید مذمت بھی کی۔ وائسرائے ہند نے لارڈ کریو سے ایک خط کے ذریعے درخواست کی۔" ان دونوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ یہ دونوں فتنہ انگیز فسادی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ احتجاج محمد علی کی غلط بیانی اور انتہا پسند ینگ محمڈن پارٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔"[۱۵]

چنانچہ اگست ۱۹۱۳ء میں کامریڈ و ہمدرد اخبار سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی۔ یہ دونوں اخبار محمد علی جوہر کے تھے۔ اس سلسلے میں مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنے اخبار 'الہلال' کے ذریعے قارئین الہلال، زمیندار و مسلم گزٹ سے درخواست کی کہ ان کا فرض ہونا چاہیے کہ اس رقم کو اپنے مخصوص چندوں سے فراہم کریں۔ میں اس فنڈ میں ایک سو روپے نذر کرتا ہوں۔"[۱۶]

کانپور کی مسجد کے واقعے میں موثر کردار ادا کرنا نوجوان قیادت کا نقطۂ عروج تھا۔ ان میں علما اور ایسے سیاست دان شامل تھے جو اپنے اخبارات نکالتے تھے۔ جب حکومت نے محسوس کیا کہ پریس اور سیاست دان اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہے ہیں تو اس صورتِ حال سے بچنے کے لیے اس نے پہلا حملہ پریس ایکٹ کے استعمال سے کیا۔ مئی ۱۹۱۳ء میں حسرت موہانی کا اردوئے معلیٰ بند ہوا۔ کچھ عرصہ بعد توحید اخبار کی ضمانت ضبط کر لی گئی۔ اگست ۱۹۱۳ء میں کامریڈ اور ہمدرد کو ضمانت جمع کروانے کو کہا گیا۔ ستمبر میں مسلم گزٹ بند کروا دیا گیا۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں الہلال اخبار اور کامریڈ بند ہوئے۔

---

[۱۴] لائف اینڈ ٹائمز آف محمد علی۔ ص ۹۶

[۱۵] ایضاً

[۱۶] الہلال۔ ۱۳ر اگست ۱۹۱۳ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۱۵ء میں ہمدرد بند ہوا۔ اس کے ایڈیٹروں کی باری آئی۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں علی برادران، ۱۹۱۶ء میں حسرت موہانی اور مولانا ابوالکلام آزاد گرفتار ہوئے۔ ۱۷

کانپور کی مسجد کے حادثہ میں محمد علی جوہر کی خدمات کا جائزہ اس طرح لیا جاسکتا ہے کہ جنگ عظیم اوّل کے خاتمہ پہ ترکی کے تحفظ پہ اور خلافت کی خاطر جس اجتماعی جدوجہد کا ثبوت فراہم کیا گیا، اس میں محمد علی جوہر کا ایک مناسب حصّہ تھا۔

---

۱۷ Francis Robinson. Separatism among Indian Muslims. Page. 213.

© rasailojaraid.com